سیدنا عمر بن عبد العزیز نے کرپشن کا خاتمہ کیسے کیا؟

عبد الرشید عراقی

پاکستان میں ریاستِ مدینہ کا چرچا اور کرپشن کے خاتمے کی بات ہوتی ہے اور نئی حکومت بظاہر کچھ کر دکھانے کا عزم بھی رکھتی ہے۔ تاریخ اسلامی میں ڈھائی سال کے عرصے میں خلافتِ راشدہ کو لوٹانے کا سہرا پہلی صدی ہجری کے عین اختتام پر اس شخصیت کو جاتا ہے جسے دنیا خلیفہ راشد سیدنا عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے جانتی ہے۔ عمر بن عبد العزیزؒ نے انقلاب اور تبدیلی کا آغاز اپنی ذات اور اپنے گھر سے کیا تھا۔ مالی اصلاحات سے شروع ہو کر زندگی کے ہر میدان میں پھیلنے والی اس تبدیلی نے مسلم معاشرے میں دور خلافت راشدہ تازہ کر دیا۔ ان کی مالی اصلاحات کا جامع تذکرہ اور طریق کار پیش خدمت ہے۔ ح م

صفر ۹۹ھ میں پچھلے خلیفہ سلیمان بن عبد الملک کی تجہیز و تکفین کا سامان کرنے کے بعد خود حضرت عمر بن عبد العزیز نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور خود اُس کو قبر میں اتارا۔ تجہیز و تکفین کے بعد جب اُنہیں شاہی سواریاں پیش کی گئیں تو حضرت عمر بن عبد العزیز نے یہ سواریاں واپس کر دیں اور فرمایا: ''میرے لیے میرا خچر ہی کافی ہے۔''

اس کے بعد پولیس افسر مع اپنے ساتھیوں کے حفاظت کے لیے آگے بڑھا تو آپ نے اس کو مع اس کے آدمیوں کو واپس کر دیا۔ اور فرمایا:

''مجھے کسی سے کوئی خطرہ نہیں ہے، میں بھی تمام مسلمانوں کی طرح ایک مسلمان ہوں۔''

سلیمان بن عبد الملک کو دفن کرنے کے بعد عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ اپنے خچر پر سوار ہو کر واپس اپنے گھر تشریف لائے۔ واپسی پر لوگوں کا خیال تھا کہ آپ قصر شاہی میں قیام کریں گے۔ لیکن آپ نے کہا کہ وہاں سابق خلیفہ سلیمان کے اہل و عیال ہیں، میرا جانا وہاں مناسب نہیں۔ اس لیے آپ اپنے خیمہ میں تشریف لے گئے۔

پہلے خلیفہ کا سامان

خلفاے بنواُمیہ کے یہاں دستور تھا کہ جب خلیفہ کا انتقال ہوتا تو اس کے استعمال شدہ اشیا اس کی اولاد کو ملتی تھیں اور غیر استعمال شدہ اشیائے خلیفہ کی ملکیت میں آجاتی تھیں، اہل خاندان نے اسی طریقہ کے مطابق سلیمان بن عبد الملک کی اشیا کو تقسیم کرنا چاہا لیکن حضرت عمر بن عبد العزیز بن مروان بن الحکم (م ۱۰۱ھ) نے ایسا کرنے سے منع کر دیا۔ اور فرمایا: ''یہ اشیا نہ میری ہیں، نہ سلیمان کی اور نہ تمہاری۔''

اپنے غلام مزاحم کو حکم دیا کہ "ان سب اشیا کو بیت المال میں جمع کر دو۔"[1]

خطبہ خلافت

اس کے بعد حضرت عمر بن عبد العزیز مسجد میں تشریف لائے اور منبر پر کھڑے ہو کر لوگوں کے سامنے ایک خطبہ دیا، جس کا خلاصہ یہ ہے:

"لوگو! میری خواہش اور عام مسلمانوں کی خواہش کے بغیر مجھے خلافت کی ذمہ داریوں میں مبتلا کر دیا گیا ہے۔ اس لیے میری بیعت کا جو طوق تمہاری گردن میں ہے میں خود اتارے دیتا ہوں۔ تم جسے چاہو اپنا خلیفہ منتخب کر لو۔"

اس خطبہ کو سن کر لوگوں نے بلند آواز میں کہا کہ "ہم نے آپ کو خلیفہ بنایا ہے، اور ہم سب آپ سے راضی ہیں، آپ خدا کا نام لے کر کام شروع کر دیجیے۔"

جب آپ کو اس بات کا یقین ہو گیا کہ اب کسی شخص کو ان کی خلافت سے اختلاف نہیں ہے تو اس وقت آپ نے اس بارِ عظیم کو قبول کیا اور مسلمانوں کے سامنے تقریر کی۔ جس میں تقویٰ، فکر آخرت کی تلقین اور خلیفہ اسلام کی اصل حقیقت واضح کی۔ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"لوگو! تمہارے نبی کے بعد دوسرا نبی آنے والا نہیں ہے اور اللہ نے اس پر جو کتاب اُتاری ہے۔ اس کے بعد دوسری کتاب آنے والی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو چیز حلال کر دی ہے وہ قیامت تک کے لیے حلال ہے اور جو چیز حرام کر دی ہے، وہ قیامت تک کے لیے حرام ہے۔ میں (اپنے جانب سے) کوئی فیصلہ کرنے والا نہیں ہوں بلکہ صرف (احکام الٰہی کو) نافذ کرنے والا ہوں، خود اپنی طرف سے کوئی نئی بات کرنے والا نہیں ہوں۔ بلکہ محض پیرو ہوں کسی کو یہ حق نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں اس کی اطاعت کی جائے۔ میں تم میں سے کوئی ممتاز آدمی نہیں ہوں بلکہ معمولی فرد ہوں، البتہ تمہارے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ نے مجھے زیادہ گراں بار کیا ہے۔

لوگو! جو شخص اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے، اس کی اطاعت واجب ہے اور جو شخص اس کی نافرمانی کرے اس کی فرماں برداری جائز نہیں جب تک میں اللہ کی اطاعت کروں، میری اطاعت کرو۔ اگر میں اس کی نافرمانی کروں تو میری فرماں برداری تم پر فرض نہیں ہے۔

لوگو! اللہ تعالیٰ کے خوف و تقویٰ کو لازم پکڑو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا خوف ہر چیز کا بدل ہے مگر اس کا کوئی بدل نہیں۔

---

1 سیرت ابن عبد الحکم: ص ۳۵

لوگو! مجھ سے پہلے کچھ حکام ہوئے ہیں جن کو خوش رکھنا تم اس واسطے ضروری سمجھتے تھے تاکہ اس کے ذریعہ تم ان کے ظلم سے محفوظ رہ سکو۔

لوگو! میں مال و دولت کو تم سے بچا بچا کر نہیں رکھوں گا، بلکہ جہاں مجھے حکم دیا گیا وہاں صرف کروں گا۔ سن رکھو خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی فرماں برداری جائز نہیں ہے۔"

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"میں نے آپ حضرات کو ایسے کام کے لیے جمع نہیں کیا جو میں نے ایجاد کیا ہو بلکہ میں نے تمہاری میعاد اور جس حالت کی طرف تم لوٹ کر جانے والے ہو، اس میں غور کیا تو میں نے دیکھا کہ جو لوگ اس کی تصدیق کرتے ہیں، مگر اس کی تیاری کی کوئی فکر نہیں کرتے وہ احمق ہیں اور جو لوگ اس کے سرے سے منکر ہیں، وہ ہلاک ہونے والے ہیں۔"

اس کے بعد آپ منبر سے نیچے اُتر آئے اور لوگوں کو چلے جانے کا حکم دیا۔[1]

دوسرا خطبہ: حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ جب مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے تو دوسرے علاقوں سے کئی لوگ دار الخلافہ تشریف لائے اور یہ لوگ اپنی اپنی ضرورتوں کے لیے دار الخلافہ میں آئے ہوئے تھے۔ آپ نے ان تمام لوگوں کو جمع کیا اور ان کے سامنے درج ذیل خطبہ ارشاد فرمایا:

"لوگو! اپنے اپنے علاقوں کو واپس چلے جاؤ۔ کیونکہ جب تم میرے پاس ہوتے ہو تو میں بھول جاتا ہوں اور جب تم اپنی اپنی جگہ پر ہو تو مجھے خوب یاد رہتے ہو۔ دیکھو! میں نے کچھ لوگوں کو تم پر حاکم مقرر کیا ہے۔ میں یہ نہیں کہوں گا کہ وہ تم میں سے بہتر آدمی ہیں۔ ہاں یہ کہہ سکتا ہوں کہ وہ بڑوں کے اچھے ہیں۔ اگر کسی شخص پر اس کا حاکم ظلم ڈھاتا ہے تو میں آگاہ کر دینا چاہتا ہوں کہ اسے میری طرف سے اس کی اجازت نہیں ہے (اطلاع ملنے پر اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی)۔ اور جس پر کسی قسم کا ظلم نہیں ہوا۔ (جو یونہی یہاں آیا ہوا ہے) اسے اپنی جگہ واپس جانا چاہیے، آئندہ میں اسے یہاں نہ دیکھوں۔

دیکھو! میں نے اپنے لیے اور اپنے اہل و عیال کے لیے اس مال کو ممنوع قرار دے رکھا ہے۔ اب اگر تم کو دینے میں بھی بخل کروں تو پھر میں پرلے درجے کا کنجوس ٹھہرا۔ اگر میں کسی سنت کو بلند نہ کر سکوں یا حق و انصاف کی راہ نہ چل سکوں تو میں ایک گھڑی بھی زندہ رہنا نہیں چاہتا۔"

---

1 تاریخ ابن اثیر: ج۵ / ص ۱۶، سیرت ابن عبد الحکم: ص ۳۹، ۳۸

مالِ مغصوبہ اور باغ فدک کی واپسی

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ جب مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے تو ان کا مطمع نظریہ تھا کہ اُموی حکومت کو خلافت راشدہ میں بدل دینا چاہیے اور وہ چاہتے تھے کہ نظام خلافت میں ایک عظیم انقلاب برپا کیا جائے اور ان کے پیش نظریہ بھی تھا کہ جب وہ اس سلسلہ میں عملی قدم اٹھائیں گے تو ان کی مخالفت میں ایک طوفان کھڑا ہو جائے گا لیکن آپ نے مصمم ارادہ کر لیا کہ وہ نظام خلافت میں ضرور تبدیلی لا کر اسے اصل پر واپس لوٹائیں گے۔ چنانچہ آپ نے اس سلسلہ میں دو ضروری کام کرنے کا عزم کیا۔ اور وہ دو کام یہ تھے:

غصب شدہ مال و جائیداد کی واپسی اور باغ فدک کا معاملہ

شاہی خاندان اور امرا کو دیے ہوئے سابقہ حکام کے ناجائز تحائف، حکام کے ملی خزانے سے ذاتی مصارف، عوام پر ظالمانہ ٹیکس، غیر مسلموں پر خراج کی ظالمانہ شرح... ان سب کو سیدنا عمر نے اصل حیثیت پر لوٹایا۔

غصب شدہ مال و جائیداد کی واپسی

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے خلفاے بنو امیہ نے رعایا کے مال و جائیداد پر ظالمانہ قبضہ کر لیا تھا اور ان کا اصل مالکوں کو واپس کرنا ایک مجدد خلافت اسلامیہ کا سب سے مقدم فرض تھا۔ چنانچہ آپ نے اس سلسلہ میں سب سے پہلے عملی قدم اپنی ذات اور اپنے خاندان سے شروع کیا۔ آپ کے پاس بہت بڑی موروثی جاگیر تھی۔ آپ کے بعض خیر خواہوں نے عرض کیا کہ

"اگر آپ جاگیر واپس کریں گے تو اولاد کے لیے کیا انتظام کریں گے۔"

فرمایا: "میں ان کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔"

اس کے بعد آپ نے بنی مروان کو جمع کیا اور ان سے فرمایا:

"بنی مروان! تم کو شرف اور دولت کا وافر حصہ ملا ہے، میرا خیال ہے کہ امت کا نصف یا دو تہائی مال تمہارے قبضہ میں ہے۔"

یہ لوگ اشارہ سمجھ گے اور عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مخاطب ہو کر کہا:

"خدا کی قسم! جب تک ہمارے سر تن سے جدا نہ ہوں گے اس وقت تک ہم یہ جائیداد واپس نہیں کر سکتے۔ خدا کی قسم! نہ اپنے آباؤ اجداد کو کافر بنا سکتے ہیں اور نہ ہی اپنی اولاد کو مفلس بنائیں گے۔"

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے بنی مروان کی زبانوں سے یہ الفاظ سنے تو آپ نے فرمایا:

"خدا کی قسم! اگر اس حق میں تم میری مدد نہیں کرو گے تو میں تم سب کو ذلیل و رسوا کر کے

چھوڑوں گا۔"[1]

اس کے بعد حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے عام مسلمانوں کو مسجد میں جمع ہونے کا حکم دیا۔ جب تمام لوگ مسجد میں جمع ہوگئے تو آپ نے ان کے سامنے تقریر کی۔

"ان لوگوں (اُموی خلفا) نے ہم ارکانِ خاندان کو ایسی جاگیریں اور عطیات دیے۔ خدا کی قسم! جن کے دینے کا نہ ان کو کوئی حق تھا اور نہ ہمیں ان کے لینے کا۔ اب میں ان سب کو ان کے اصلی حق داروں کو واپس کرتا ہوں۔ اور اپنی ذات اور اپنے خاندان سے شروع کرتا ہوں۔"

اس تقریر کے بعد عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے غلام مزاحم کو حکم دیا کہ وہ شاہی خریطہ لائے۔ جس میں جاگیروں کی الاٹمنٹ کے آرڈر تھے۔ چنانچہ مزاحم خریطہ لائے اور پڑھ کے سناتے جاتے تھے۔ اور عمر بن عبد العزیز اُنہیں قینچی سے کاٹ کاٹ کر پھینکتے جاتے تھے اور ظہر کی نماز تک آپ نے تمام جاگیریں اصل حق داروں کو واپس کر دیں حتی کہ ایک نگینہ بھی اپنے پاس نہ رہنے دیا۔[2]

حافظ جلال الدین سیوطی تاریخ الخلفاء میں لکھتے ہیں کہ

عتبہ بن سعید بن ابی العاص عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے اور عرض کیا:

"امیر المومنین آپ سے پہلے خلفاے بنو اُمیہ ہم کو مال و متاع سے نوازا کرتے تھے۔ عطیات مرحمت فرماتے تھے۔ لیکن آپ نے یہ سب سلسلہ بند کر دیا ہے۔"

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"تم محنت و مشقت سے کام کرو اور اپنی روزی کماؤ۔ پھر فرمایا: اے عتبہ! تم موت کو زیادہ یاد کرو تاکہ تم اگر تنگ دست ہو تو اس میں وسعت پیدا ہو، اگر تم کو وسعت اور فراخی میسر ہے تو تم کو تنگی محسوس ہو۔"[3]

بیوی کا تمام مال اور زیورات بیت المال میں داخل کر دیا

آپ کی بیوی فاطمہ عبد الملک کی بیٹی تھی۔ عبد الملک نے شادی کے وقت بہت سا زیور اور ایک بیش بہا قیمتی پتھر اُنہیں دیا تھا اور یہ پتھر اور زیور فاطمہ بنت عبد الملک کے پاس محفوظ تھا۔ آپ نے اپنی بیوی سے فرمایا:

"تمہارے پاس جو زیور اور قیمتی پتھر ہے، یہ سب بیت المال میں جمع کرا دو۔ اگر تم یہ زیور وغیرہ

---

۱ سیرت عمر بن عبد العزیز از ابن جوزی: ص ۱۰۸، ناشر دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۹۸۴ء

۲ طبقات ابن سعد: ص ۲۵۲

۳ تاریخ الخلفاء: ص ۳۲۳

اپنے پاس رکھنا چاہتی ہو تو پھر مجھے چھوڑنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔"

اطاعت شعار بیوی نے جواب دیا:

"آپ میرا تمام زیور اور قیمتی پتھر شوق سے بیت المال میں جمع کرا دیجیے۔ میں زیور کے مقابلہ میں آپ کو ترجیح دیتی ہوں۔"

جب عمر بن عبد العزیز کا انتقال ہو گیا اور حسبِ وصیت یزید بن عبد الملک خلیفہ ہوا۔ تو آپ کی زوجہ محترمہ (اپنی بہن فاطمہ) سے کہا کہ اگر تم چاہو تو میں تمہارا تمام زیور بیت المال سے واپس لے کر تم کو دے دوں۔

فاطمہ نے لینے سے انکار کر دیا اور کہا:

"جو چیز میں اپنی مرضی سے اپنے خاوند کی زندگی میں دے چکی ہوں۔ تو اب ان کے انتقال کے بعد واپس نہیں لوں گی۔"

باغِ فدک سے دستبرداری

فدک خیبر کا ایک گاؤں تھا۔ فتح خیبر کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسے 'خالصہ' قرار دے دیا تھا اور اس کی آمدنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اہل بیت اور بنی ہاشم کی ضروریات میں صرف فرماتے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اس کا مطالبہ کیا لیکن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا اور فرمایا کہ

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ انبیا کے مال میں وراثت جاری نہیں ہوتی۔" (سنن أبي داود: ۲۹۶۹)

البتہ میں اسے انہی مصارف میں صرف کرتا رہوں گا جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف فرمایا کرتے تھے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عمر فاروق صلی اللہ علیہ وسلم خلیفہ ہوئے تو وہ بھی انہی مصارف میں صرف کرتے رہے جن پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف فرمایا کرتے تھے۔

اس کے بعد مروان بن الحکم نے باغ فدک کو اپنی ذاتی جاگیر بنا لیا۔ اس کے بعد وراثۃً حضرت عمر بن عبد العزیز کے قبضہ میں آیا۔ سنن ابو داؤد میں ہے:

"عبد اللہ بن جریر مغیرہ سے روایت کرتے ہیں کہ عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ بن مروان بن الحکم نے مروان کے بیٹوں کو جمع کیا جس وقت وہ خلیفہ بنائے گئے تو آپ نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو باغ فدک تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی آمدنی اپنے اہل و عیال، فقرا اور مساکین پر خرچ کرتے تھے۔ اور اس سے بنی ہاشم کے چھوٹے لڑکوں پر احسان کرتے تھے۔ اور بیوہ عورتوں کے نکاح پر بھی خرچ کرتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فدک کا سوال کیا تھا۔

یعنی فدک مجھے دے دیا جائے تو آپ ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو فدک نہ دیا۔ اور اس کی جو صورت تھی وہ اسی طرح رہی جو رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں تھی۔ جب آنحضرت ﷺ کی وفات ہوئی اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو اس کی صورت وہی رہی جو رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں تھی۔ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے ایسا ہی عمل کیا جس طرح آنحضرت ﷺ اپنی زندگی میں اپنے اہل وعیال اور برادران بنی ہاشم پر اور نکاح بیوگان وغیرہ پر صرف کرتے تھے، ویسے ہی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کیا۔ یہاں تک کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی۔ پھر مروان بن الحکم نے اس کو اپنی ذاتی جاگیر بنالیا یعنی اپنے لیے اور اپنے اخلاف کے لیے۔ اور اس نے یہ اقدام حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت یا اپنی بادشاہت میں کیا۔ اس کے بعد فدک عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے قبضہ تصرف میں آیا تو فَرَأَيْتُ أَمْرًا مَنَعَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَام لَيْسَ لِي بِحَقٍّ وَأَنَا أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ رَدَدْتُهَا عَلَى مَا كَانَتْ يَعْنِي عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ[1] میں نے یہ امر دیکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو نہیں دیا۔ تو یہ میرے لیے سزاوار نہیں اور میں تم لوگوں کو گواہ بناتا ہوں کہ فدک کی جو حالت عہدِ رسالت میں تھی، اس کو اسی طرف لوٹاتا ہوں۔"

مولانا عبد السلام ندوی لکھتے ہیں کہ

"عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے گورنر مدینہ ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم کو ایک خط لکھا کہ مجھے تحقیقات کے بعد معلوم ہوا ہے کہ فدک سے فائدہ اُٹھانا میرے لیے جائز نہیں ہے۔ اس لیے میں اس کو اسی حالت میں لانا چاہتا ہوں جو رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدین کے زمانہ میں تھی جب آپ کو میرا یہ خط ملے تو اس کو ایک ایسے شخص کے قبضہ میں دیجیے۔ جو تمام حقوق کے محافظت کے ساتھ اس کی نگرانی کرے۔"

اموالِ مغصوبہ کی واپسی کا اثر شاہی خاندان بنو اُمیہ پر

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے نہ صرف علاقے اور جاگیریں چھین کر بنی اُمیہ کو تہی دست کر دیا۔ بلکہ ان کے سارے امتیازات مٹا کر اُن کے نخوت وغرور کو خاک میں ملا دیا۔ آپ کے اس اقدام سے خاندان میں ان کے خلاف سخت برہمی پھیل گئی اور اُنہوں نے ہر طریقہ سے یہ پوری کوشش کی کہ عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے

---

1 سنن أبي داؤد: كِتَابُ الْخَرَاجِ وَالْإِمَارَةِ وَالْفَيْءِ (بَابٌ فِي صَفَايَا رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْ الْأَمْوَالِ)، رقم ۲۹۷۲

جو تحریک چلائی ہے اس کو ختم کیا جائے اور اہل خاندان نے ایک دفعہ آپ سے کہا تھا کہ آپ نے جو یہ سلسلہ شروع کیا ہے ہم اس پر راضی نہیں ہیں اور ہم کسی بھی صورت میں اپنی جاگیریں واپس نہیں کریں گے۔ اور نہ ہی مال آپ کو واپس دیں گے تو ان کے جواب میں حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا:

”یہ آپ کی خام خیالی ہے۔ میں آپ سے تمام غصب شدہ مال واپس لے کر ان کے اصلی حق داروں کو واپس کر دوں گا۔“

خاندان بنی امیہ نے طریقہ سے کوشش کی کہ عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے جو تحریک چلائی ہے اس سے دستبردار ہو جائیں۔ چنانچہ عمر بن عبد الولید بن عبد الملک نے آپ کو ایک خط لکھا، اس خط کا خلاصہ یہ ہے:

”تم نے گزشتہ خلفا پر عیب لگایا ہے اور ان کی اولاد کی دشمنی سے ان کے مخالف روش اختیار کی ہے تم نے قریش کی دولت اور ان کی میراث کو ظلم و عدوان سے بیت المال میں داخل کر کے قطع رحم کیا ہے۔ عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ خدا سے ڈرو اور اس کا خیال کرو کہ تم نے ظلم کیا تم نے منبر پر بیٹھنے کے ساتھ ہی اپنے خاندان کو ظلم و جور کے لیے مخصوص کر لیا۔ اس خدا کی قسم جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت سی خصوصیات کے ساتھ مختص کیا! تم اپنی اس حکومت میں جس کو تم مصیبت کہتے ہو، خدا سے بہت دور ہو گئے۔ اپنی خواہشات کو روکو اور یقین کرو کہ تم ایک جبار کے سامنے اور اس کے قبضہ میں ہو۔ اور اس حالت میں چھوڑے نہیں جاسکتے۔“

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ اگرچہ سراپا حلم تھے لیکن آپ نے بھی اس کا سخت جواب لکھا:

”مجھے تمہارا خط ملا۔ اور جیسا تم نے لکھا ہے میں ویسا ہی جواب دوں گا۔ تمہاری ابتدائی حالت یہ ہے کہ تمہاری ماں 'بنانہ' سکون کی لونڈی ہے جو حمص کے بازاروں میں ماری ماری پھرتی تھی اور شراب کی دوکانوں میں جایا کرتی تھی۔ اس کو ذبیان بن ذبیان نے مسلمانوں کے مالِ غنیمت سے خریدا تھا اور تمہارے باپ کو ہدیتہً دیا۔ اس سے تم پیدا ہوئے۔ تو کس قدر بری ہے ماں اور کس قدر برا ہے بچہ۔ اس کے بعد تم نشو و نما پا کر ایک معاند اور ظالم ہوئے۔ تمہارا خیال ہے کہ میں ظالموں میں سے ہوں، میں نے تم کو اور تمہارے خاندان کو خدا کے مال سے جس میں اہل قربیٰ، مساکین اور بیواؤں کا حق ہے محروم کر دیا۔ لیکن مجھ سے زیادہ ظالم اور مجھ سے زیادہ خدا کے عہد کو چھوڑ دینے والا وہ شخص ہے جس نے تم کو بچپن اور سفاہت کی حالت میں مسلمانوں کی ایک چھاؤنی کا افسر مقرر کیا۔ ارو تم اپنی رائے کے موافق ان کے معاملات کا فیصلہ کرتے رہے۔ اس تقرر کا بجز محبت پدری کے اور کوئی مقصد نہ تھا۔ پس پھٹکار ہو تجھ پر اور پھٹکار ہو تیرے باپ پر، جو اپنے مدعیوں سے کیوں کر نجات پائے گا۔

مجھ سے زیادہ ظالم اور مجھ سے زیادہ خدا کا عہد چھوڑنے والا وہ شخص ہے جس نے حجاج کو عرب کے خمس پر مقرر کیا۔ جو حرام خون بہاتا تھا اور حرام مال لیتا تھا۔

مجھ سے زیادہ ظالم اور مجھ سے زیادہ خدا کا عہد چھوڑنے والا وہ شخص ہے جس نے قرۃ بن شریک جیسے اُجڈ بدو کو مصر کا عامل مقرر کیا۔ جس نے راگ باجہ، لہو ولعب اور شراب خوری کی اجازات دی۔ مجھ سے زیادہ ظالم اور مجھ سے زیادہ خدا کا عہد چھوڑنے والا وہ شخص ہے جس نے عرب کے خمس میں عالیہ بربریہ کا حصہ مقرر کیا۔

اگر مجھ کو فرصت ہوتی تو میں تجھے اور تیرے خاندان کو روشن راستے پر لاتا۔ ہم نے مدتوں سے حق کو چھوڑ دیا۔ اگر تم فروخت کیے جاؤ اور تمہاری قیمت یتیموں، مسکینوں، اور بیواؤں پر تقسیم کی جائے تو کافی نہ ہو گی کیونکہ تم پر سب کا حق ہے۔ ہم پر سلام ہو اور خدا کا سلام ظالموں کو نہیں پہنچتا۔"[1]

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے جو تحریک چلائی تھی اس پر وہ سختی سے عمل پیرا تھے۔ تو مروان نے ایک بار ہشام بن عبد الملک کو اپنا وکیل بنا کر حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیجا۔ اور انہیں کہا کہ آپ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ سے کہیں کہ اُنہوں نے جو سلسلہ شروع کر رکھا ہے اس کو بند کریں۔

چنانچہ ہشام بن عبد الملک نے آپ سے آکر کہا:

"اے امیر المومنین! میں آپ کی خدمت میں تمام خاندان کی طرف سے قاصد بن کر آیا ہوں۔ اور انکا مطالبہ ہے جو چاہیے کیجیے لیکن گزشتہ خلفا جو کر گئے ہیں، اسکو اسی حالت میں رہنے دیجیے۔"

عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے جواب میں ہشام بن عبد الملک سے پوچھا: "تمہارے پاس دو دستاویز ہوں۔ ایک سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی اور دوسری عبد الملک کی، تو تم دونوں میں کس پر عمل کرو گے۔"

ہشام نے کہا: جو مقدم ہو گی۔ عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

"تو میں نے کتاب اللہ کو سب سے مقدم دستاویز پایا ہے، اس لیے ہر اس چیز میں جو میرے اختیار میں ہے خواہ وہ میرے زمانہ کی ہو یا گزشتہ زمانہ سے متعلق ہو، اسی کے مطابق عمل کروں گا۔"[2]

جب بنی مروان کی کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی تو انہوں نے آخری حربہ استعمال کیا۔ اور آپ کی پھوپھی کو آپ کی خدمت میں بھیجا۔ چنانچہ وہ آئیں اور حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ

"عمر! تمہارے اعزہ واقارب شکایت کرتے ہیں اور کہتے کہ تم نے ان سے غیر کی دی ہوئی روٹی

---

۱ سیرت عمر بن عبد العزیز از ابن جوزی: ص ۱۱۲

۲ سیرت عمر بن عبد العزیز از ابن جوزی: ص ۱۱۹

چھین لی۔"

عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: "میں نے ان کا کوئی حق نہیں چھینا۔"

پھوپھی نے جواب دیا کہ "سب لوگ اس کے متعلق گفتگو کرتے ہیں اور مجھے خوف ہے کہ تمہارے خلاف بغاوت نہ کر دیں۔"

عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ

"اگر میں قیامت کے سوا کسی دن سے ڈروں تو خدا مجھے اس کی برائیوں سے نہ بچائے۔"

اس کے بعد ایک اشرفی، گوشت کا ایک ٹکڑا اور ایک انگیٹھی منگوائی اور اشرفی کو آگ میں ڈال دیا جب وہ خوب سرخ ہو گئی۔ تو اس کو اُٹھا کر گوشت کے ٹکڑے پر رکھ دیا جس سے وہ بھن گیا۔ اب پھوپھی کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ "اپنے بھتیجے کے لیے اس قسم کے عذاب سے پناہ نہیں مانگتیں۔"

پھوپھی نے اس کا کوئی جواب نہ دیا۔ اور خاموشی سے اُٹھ کر چلی گئیں۔

بنی مراوان حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے اس عملی اقدام سے سخت ناراض تھے اور انہوں نے آپ کی مخالفت میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی تھی لیکن ان سب مخالفتوں کا اثر حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے قبول نہ کیا اور اُنہوں نے جو تحریک اٹھائی اس کو مکمل کر کے چھوڑا۔ تاہم آپ نے مختلف اخلاقی طریقوں سے اپنے خاندان کی ناراضگی کو کم کیا۔

سیاسی اصلاحات

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے مسند خلافت پر متمکن ہوتے ہی ملک میں اصلاحات کی طرف توجہ کی۔ آپ نے سب سے پہلے صوبوں کے گورنروں کے نام ایک فرمان جاری کیا۔ جس میں آپ نے اپنے پروگرام اور عزائم سے آگاہ کیا۔ آپ کا فرمان یہ تھا:

"سلیمان بن عبد الملک اللہ کے بندوں میں ایک بندہ تھا، جسے اس نے نعمتِ خلافت سے بہرہ اندوز کیا تھا۔ اب اسکا انتقال ہو گیا اور میں اس کا قائم مقام بنایا گیا ہوں۔ اللہ نے جو ذمہ داری مجھ پر عائد کی ہے وہ بہت سخت ہے۔ اگر بیویاں جمع کرنا اور دولت سمیٹنا مجھے منظور ہوتا تو مجھ سے زیادہ کسی کیلیے اسکے وسائل مہیانہ تھے۔ لیکن میرا تو حال یہ ہے کہ میں خلافت کی ذمہ داری کے سلسلہ میں سخت محاسبہ سے لرزاں ہوں۔ البتہ اگر اللہ نے رحم و درگزر سے کام لیا تو اُمید ہے کہ چھٹکارا ہو جائے۔"

اس کے علاوہ مختلف صوبوں کے گورنروں کے نام مخصوص حالات کے پیش نظر مخصوص احکام بھیجے۔

سلیمان بن ابی السری کو لکھا:

"تم مسافر خانے بنواؤ۔ جو مسلمان ادھر سے گزرے، اس کو ایک دن اور ایک رات مہمان ٹھہراؤ اس کی ضیافت کرو۔ اس کی سواری کے چارہ کا بندوبست کرو۔ اگر مسافر مریض ہو تو اس کے علاج ومعالجہ کی طرف توجہ دو۔ اور سرکاری خرچہ اس کو اس کے گھر پہنچانے کا بندوبست کرو۔"

گورنر کوفہ عبد الحمید کو یہ حکم بھیجا کہ

"رعایا سے اچھا برتاؤ کرو۔ خراج کے معاملہ میں نرمی اختیار کرو۔ غیر آباد زمین سے خراج کا مطالبہ نہ کرو۔ اگر غیر مسلم شخص دائرہ اسلام میں داخل ہو جائے تو اس سے جزیہ وصول نہ کیا جائے۔"

اُمرا سے باز پرس

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اُمرا کا سختی سے احتساب کیا۔ خراسان کے گورنر یزید بن مہلب کے ذمہ بیت المال کی ایک گراں قدر رقم وجب الادا تھی۔ اس کو دربارِ خلافت میں طلب کر کے اس سے رقم کا مطالبہ کیا۔ اس نے رقم ادا کرنے سے انکار کر دیا۔

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے یزید بن مہلب سے کہا کہ اگر تم نے رقم بیت المال میں جمع نہ کرائی تو تجھے قید کر دیا جائے گا۔ جو رقم تم نے دبا رکھی وہ تمہیں ہر حال میں ادا کرنی ہو گی۔ اور یہ مسلمانوں کا حق ہے اور میں اسے کسی صورت میں نہیں چھوڑ سکتا۔ چنانچہ یزید بن مہلب کو جیل خانہ بجھوا دیا گیا۔

یزید بن مہلب کے بیٹے مخلد کو جب اس کی اطلاع ملی کہ میرے والد کو جیل بجھوا دیا گیا ہے تو وہ امیر المومنین عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے والد کی رہائی کا مطالبہ کیا۔

عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "میں جب تک تمہارے والد سے ایک ایک کوڑی نہ وصول کر لوں گا تمہارے والد کو نہ چھوڑوں گا۔ یہ معاملہ مسلمانوں کے حقوق کا ہے۔"[1]

یزید بن مہلب کی جگہ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے جراح بن عبد اللہ کو خراسان کا گورنر مقرر کیا تو اس نے ان غیر مسلم لوگوں پر جو دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے تھے جزیہ بحال رکھا۔ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کو جب اس کی اطلاع ملی تو آپ نے جراح بن عبد اللہ کو لکھا کہ

"رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دین مبین کا داعی بنا کر بھیجا گیا تھا، ٹیکس وصول کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا جو شخص نماز ادا کرے تمہیں اس سے جزیہ وصول کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔"

جراح بن عبد اللہ نے اس حکم کی تعمیل شروع کر دی تو لوگ گروہ در گروہ دائرۂ اسلام میں داخل ہونے

---

1 تاریخ طبری: ج ۶/ ص ۳۴، نفیس اکیڈمی، کراچی

لگے۔ یہ حالت دیکھ کر بعض حاشیہ نشینوں نے پھر جراح کو بہکایا کہ ان لوگوں کا ختنہ کرا کے ان کے اخلاص کا امتحان لینا چاہیے۔ جراح نے اس سلسلہ میں عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کی رائے طلب کی۔ تو آپ نے جواب دیا:

"اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو داعی اسلام بنا کر بھیجا تھا۔ ختنہ کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا۔"

آخرکار حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے جراح بن عبد اللہ کو اس کے عہدہ سے معزول کر دیا۔[1]

بیت المال کی اصلاح

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے خلفائے بنو امیہ کے دور میں بیت المال میں کچھ خرابیاں پیدا ہو گی تھیں۔ آپ نے بیت المال کی اصلاح کی طرف توجہ کی آپ نے جو اصلاحات کیں اس کی مختصر تفصیل یہ ہے:

① آپ کے دور خلافت سے پہلے تمام آمدنیاں خمس، صدقہ اور فے ایک جگہ جمع ہوتی تھیں۔ ان کا علیحدہ حساب نہیں رکھا جاتا تھا۔ آپ نے حکم دیا کہ ہر قسم کی آمدنی علیحدہ علیحدہ جمع کی جائے۔ اور اس کا علیحدہ حساب رکھا جائے۔[2]

② بیت المال مسلمانوں کا مشترکہ خزانہ ہے، اس سے ہر مسلمان مساوی فائدہ اٹھا سکتا ہے لیکن آپ سے پہلے شاہی خاندان کا وظیفہ مخصوص تھا۔ آپ نے اس کو کلی طور پر بند کر دیا۔[3]

③ آپ سے پہلے کے خلفاء ان شعرا و اُدبا کو جو ان کی مدح میں قصائد وغیرہ لکھتے تھے۔ بیت المال سے انعامات دیتے تھے۔ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سب انعامات اور وظائف بند کر دیئے۔[4]

④ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے خلفاء، جب عشاء اور فجر کی نماز کے لیے مسجد میں جاتے تھے تو آدمی شمع لے کر ساتھ چلتا تھا اور شمع کا خرچہ بیت المال پر پڑتا تھا۔ جمعہ کے دن اور رمضان کے مہینے میں مساجد میں خوشبو سلگائی جاتی تھی اور اس کے مصارف بھی بیت المال سے ادا کیے جاتے تھے۔ آپ نے یہ سلسلہ بالکل بند کر دیا۔[5]

⑤ بیت المال کی آمدنیوں میں خمس کے پانچ مصرف متعین ہیں جن کے علاوہ ان کو کسی دوسری جگہ صرف نہیں کی جا سکتا۔ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے کے خلفا ان مصارف کا لحاظ نہیں کرتے تھے۔

---

۱ البدایہ والنہایہ: ص ۱۸۸

۲ طبقات ابن سعد: ص ۲۹۸

۳ تاریخ الخلفاء: ۳۳۳

۴ تاریخ الخلفاء: ص ۲۴۳

۵ طبقات ابن سعد: ص ۲۹۹

مصارف میں سب سے مقدم اہل بیت ہیں لیکن ولید اور سلیمان نے اہل بیت کو ان کے حق سے محروم کر دیا تھا۔ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ جب خلیفہ ہوئے تو آپ نے خمس کو ان کے صحیح مصارف میں صرف کیا۔ اور اہل بیت کو ان کا حق دیا۔[1]

بیت المال کی اصلاح، حفاظت اور نگرانی کا آپ سختی سے نوٹس لیتے تھے۔ اور اس میں کسی قسم کی کوتاہی برداشت نہیں کرتے تھے حافظ ابن جوزی لکھتے ہیں کہ

ایک بار یمن کے بیت المال سے ایک دینار گم ہو گیا تو آپ نے افسر بیت المال کو لکھا کہ

"میں تمہاری امانت پر کوئی الزام نہیں لگاتا۔ لیکن تمہاری بے پرواہی و غفلت کو مجرم قرار دیتا ہوں۔ میں مسلمانوں کے مال کی طرف سے مدعی ہوں، تم پر فرض ہے کہ قسم کھاؤ۔"[2]

محاصل کی اصلاح

خراج، جزیہ اور ٹیکس ملکی محاصل ہیں اور ان کی آمدنی پر ملک اور حکومت کی بقا اور خوشحالی کا دارومدار ہے۔ لیکن حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے دورِ حکومت سے پہلے ان تمام چیزوں کا نظام ابتر ہو گیا تھا۔ اور رعایا کے لیے یہ ٹیکس وغیرہ ایک بوجھ بن گئے تھے۔

⑥ اسلام میں جزیہ صرف غیر مسلموں سے وصول کیا جاتا ہے۔ لیکن جب کوئی یہودی، عیسائی اور پارسی وغیرہ اسلام قبول کر لیتا تھا تو اس سے جزیہ وصول کرتا تھا۔

مولانا عبد السلام ندوی 'سیرت عمر بن عبد العزیز' میں تاریخ مقریزی کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ

"ذمیوں میں جو لوگ مسلمان ہو جاتے تھے، ان سے سب سے پہلے حجاج نے جزیہ وصول کیا۔"

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے نو مسلموں سے جو جزیہ وصول کیا جاتا تھا، اس کو ساقط کر دیا۔ آپ نے حیان بن شریح کو لکھا کہ

"ذمیوں میں جو لوگ مسلمان ہو گئے ہیں، ان کا جزیہ ساقط کر دیا جائے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَآتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ ۚ إِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ "اگر وہ توبہ کر لیں اور نماز کے پابند ہو جائیں اور زکوۃ ادا کرنے لگیں تو تم ان کی راہ چھوڑ دو یقیناً اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔"

---

1 طبقات ابن سعد: ص ۲۸۹

2 سیرت عمر بن عبد العزیز: ص ۸۸

اور دوسری جگہ ارشاد ہے: ﴿قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ لَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ لَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ لَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّ هُمْ صٰغِرُوْنَ ﴿۲۹﴾﴾ ''ان لوگوں سے لڑو جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں لاتے اور اللہ اور اس کے رسول کی حرام کردہ چیز کو حرام نہیں جانتے نہ دین حق قبول کرتے ہیں ان لوگوں میں سے جنہیں کتاب دی گئی ہے یہاں تک کہ وہ ذلیل وخوار ہو کر اپنے ہاتھ سے جزیہ ادا کریں۔''[1]

⑦ نوروز اور مہرجان پارسیوں کا تہوار تھا۔ اور اس تہوار کے رسم ورواج کے پابند صرف پارسی ہو سکتے تھے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان تہواروں پر رعایا سے ایک معمولی رقم وصول کرنا شروع کی تھی۔ اور اس کی مقدار ایک کروڑ درہم ہوتی تھی۔ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سلسلہ بالکل ختم کر دیا ۔اور حکم جاری کر دیا کہ نوروز اور مہرجان کے بدلے ان کے پاس کسی قسم کی کوئی چیز نہ بھیجی جائے۔[2]

⑧ حجاج بن یوسف کا بھائی محمد بن یوسف جب یمن کا گورنر مقرر ہوا تو اس نے حجاج کی طرح ظلم وستم کا سلسلہ شروع کیا۔ اور رعایا پر بے جا قسم کے ٹیکس عائد کر دیئے۔ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے یہ تمام ٹیکس کلی طور پر ختم کر دئے اور صرف عشر مقرر کیا۔[3]

⑨ فرات میں کچھ خراجی زمین تھی۔ لیکن جب وہاں کے کچھ لوگ مسلمان ہو گئے اور کچھ اراضی دوسرے لوگوں کے ہاتھ سے نکل کر مسلمانوں کے قبضہ میں آگئی تو وہ حسب معمول عشری ہو گئی۔ حجاج نے اپنے زمانہ میں ان لوگوں سے بھی خراج وصول کیا۔ عمر بن عبد العزیز نے دوبارہ اس کو عشری قرار دیا۔[4]

⑩ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے کے خلفائے بنو امیہ نے رعایا پر مختلف قسم کے ٹیکس عائد کیے تھے۔ مولانا عبد السلام ندوی کتاب الخراج از قاضی ابو یوسف کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ

''روپیہ ڈھالنے پر ٹیکس، چاندی پگھلانے پر ٹیکس، عرائض نویسی پر ٹیکس، دوکانوں پر ٹیکس، گھروں

---

۱ مفسرین کرام نے ان دونوں آیات کی تفسیر میں لکھا ہے کہ: جو شخص مسلمان ہو جائے، اس کے خلاف کسی قسم کی کاروائی نہ کی جائے۔ اور قبولِ اسلام کے بعد اقامتِ صلوٰۃ اور ادائے زکوٰۃ کا اہتمام ضروری ہے اور جو شخص ان میں سے کسی ایک کو ترک کرے تو وہ مسلمان نہیں سمجھا جائے گا۔

جزیہ ایک متعین رقم ہے جو سالانہ ایسے غیر مسلموں سے لی جاتی ہے جو کسی اسلامی حکومت میں قیام پذیر ہوں اور اس کے بدلے میں ان کے جان ومال اور عزت وآبرو کی حفاظت کی ذمے داری اسلامی مملکت پر ہوتی ہے۔

۲ طبقات ابن سعد: ص ۲۶۲

۳ فتوح البلدان: ص ۸۰

۴ فتوح البلدان: ص ۸۰

پر ٹیکس، پن چکیوں پر ٹیکس، نکاح کرنے پر ٹیکس؛ غرض کہ کوئی چیز ٹیکس سے بری نہ تھی۔ اور یہ ٹیکس ماہوار وصول کیے جاتے تھے۔"[1]

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سب ناجائز ٹیکس موقوف کر دیے اور اس کے ساتھ آپ نے یہ اقدام بھی کیا کہ آپ کے زکوۃ وصول کرنے والے شاہراؤں پر بیٹھ جاتے تھے اور زکوۃ وصدقات وصول کرتے تھے لیکن جب آپ کو اس کی اطلاع ملی کہ لوگ اس طریقہ سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں تو اس کو موقوف کر دیا اور حکم جاری کر دیا کہ اب اس طرح زکوۃ اور صدقہ وصول نہ کیا جائے۔

آپ نے ہر شہر میں ایک عامل مقرر کیا۔ جو زکوۃ وصدقات وصول کرتا تھا۔[2]

خراج وصول کرنے کے بارے میں عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان

خراج وصول کرنے کے بارے میں حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ایک فرمان عبد الحمید بن عبد الرحمٰن گورنر کوفہ کے نام بھیجا، اس فرمان سے آپ کے طرزِ عمل کا صحیح اندازہ ہوتا ہے، آپ نے لکھا:

"زمین کا معائنہ کرو، بنجر زمین کا بار آباد زمین پر اور آباد زمین کا بار بنجر زمین پر نہ ڈالو۔ بنجر زمینوں کا معائنہ کرو۔ اگر ان میں کچھ صلاحیت ہو تو بقدر گنجائش اس سے خراج لو اور اس کی اصلاح کرو تا کہ آباد ہو جائے۔ جن زمینوں سے کچھ پیداوار نہیں ہوتی، ان سے خراج نہ لو۔ اور جو زمینیں قحط زدہ جائیں ان کے مالکوں سے نہایت نرمی کے ساتھ خراج وصول کرو۔ خراج میں صرف وزن سبعہ لو۔ جن میں سونا نہ ہو، ٹکسال اور چاندی پگھلانے والوں سے ٹیکس، نوروز اور مہرجان کے ہدیے، عرائض نویسی اور فتوح کا ٹیکس، گھروں کا ٹیکس، اور نکاح کرنے کا ٹیکس نہ لو اور جو ذمی مسلمان ہو جائیں، ان پر خراج نہیں ہے۔"[3]

مزید تفصیل کے لئے معروف سیرت نگار ڈاکٹر علی محمد محمد الصلابی کی سیرت عمر بن عبد العزیز دیکھیں۔

---

۱ سیرت عمر بن عبد العزیز: ص ۱۲۰

۲ طبقات ابن سعد: ص ۲۷۹

۳ کتاب الخراج: ص ۴۹